سوال

میں نے 10 مرلہ پلاٹ ابتدا میں اپنا گھر بنانے کی نیت سے خریدا تھا۔ شروع میں اسے منافع پر فروخت کرنے کا پختہ ارادہ نہیں تھا۔ کمپنی پلاٹ فراہم نہیں کر سکی، اس لیے میں نے اس معاملے سے نکلنے کی کوشش کی اور 17 ستمبر 2026 کو پلاٹ فروخت کر دیا۔ اس معاملے میں میرا مجموعی نقصان 32 لاکھ 50 ہزار روپے ہوا، مجھے فروخت کی رقم نقد یا بینک میں وصول نہیں ہوئی؛ پوری رقم ایک فلیٹ کی خریداری میں ایڈجسٹ کر دی گئی۔ فلیٹ ابھی زیر تعمیر ہے اور بلڈر کے مطابق اس کا قبضہ جون یا جولائی 2027 میں ملے گا۔ میں فی الحال سعودی عرب میں رہتا ہوں۔ غالب امکان ہے کہ پاکستان واپس آنے تک فلیٹ کرائے پر دے دوں گا۔ البتہ اگر اچھی پیشکش آئے اور منافع ملے تو اسے فروخت کر کے اپنا گھر بنانا بھی ایک ممکنہ راستہ ہے۔ ابھی فروخت کرنے کا حتمی فیصلہ نہیں کیا۔ میں نے پرانے پلاٹ پر گزشتہ برسوں میں زکوۃ ادا نہیں کی، کیونکہ اسے اپنا گھر بنانے کے لیے خریدا تھا۔ اس صورت حال میں زکوۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سونے اور چاندی کے علاوہ ہر وہ چیز جس کا کاروبار کیا جائے سامان تجارت ہے۔ اسلام نے مال تجارت پر بھی زکاۃ کو واجب قرار دیا ہے۔

عبدالرحمن بن عبد قاری فرماتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیت المال کا نگران تھا، جب زکوۃ ادا کی جاتی وہ تاجروں کے مؤجل اور معجل سارے تجارتی مالوں کا حساب لگاتے، پھر پورے مال میں سے زکاۃ وصول کرتے۔'' (الأموال از ابو عبید، 1178، المحلی از ابن حزم، جلد 4، ص 40)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لیس فی العروض زکاۃ إلا ما کان للتجارۃ (السنن الکبری للبیہقی، 7605)

سامان میں اسی وقت زکاۃ ہوگی جب اسے تجارت کی غرض سے رکھا جائے۔

سامان تجارت کے نصاب کا تعین سونے یا چاندی کے نصاب سے کیا جائے گا، ان دونوں میں سے جس کے حساب سے نصاب کا تعین کرنا فقراء و مساکین کے حق میں زیادہ بہتر ہوگا اسی کے نصاب کو لیا جائے گا، آج کل چونکہ چاندی کے نصاب کی مالیت کم ہے اس لیے چاندی کے حساب سے ہی نصاب کا تعین ہوگا۔ چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔

سامان تجارت کی زکاۃ کی ادائیگی کے لیے تاجر اپنے کل سامان کی موجودہ قیمت لگائے گا، اگر اس کا مال چاندی کے نصاب کو پہنچتا ہو اور سال گزر چکا ہو تو اڑھائی فیصد (چالیسواں حصہ) بطور زکاۃ کے ادا کرے گا۔

پرانے پلاٹ کے بارے میں آپ کی نیت گھر بنانے کی تھی، خرید و فروخت کے ذریعے باقاعدہ منافع کمانے کا ارادہ بالکل بھی نہیں تھا، آپ نے اسے مجبوری کی بنا پر بیچا ہے، اس لیے ان سالوں کی زکوۃ نہیں ہے۔

آپ نے پلاٹ کی رقم فلیٹ میں ایڈجسٹ کر دی ہے، جس کے بارے میں آپ کی نیت فی الحال کرائے پر دینے کی ہے، اس لیے اس میں بھی زکوۃ واجب نہیں ہے۔

فلیٹ کے کرائے سے حاصل ہونے والی آمدنی اور باقی جمع شدہ آمدنی اگر نصاب کو پہنچتی ہو، اور اس پر سال گزر جائے تو سال گزرنے کے بعد اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ دینا

واجب ہوگا۔

اگر آپ مستقبل میں فلیٹ فروخت کرنے کی نیت بنالیتے ہیں، توجب آپ اس کے فروخت کرنے کی نیت کریں گے، اس وقت سے زکوۃ کا سال شروع ہوگا اور سال گزرنے کے بعد زکوۃ دینا واجب ہوگی۔

واللہ أعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

فضیلۃ الشیخ عبد الخالق حفظہ اللہ	فضیلۃ الشیخ اسحاق زاہد	فضیلۃ الشیخ عبد الحلیم بن محمد بلال